THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

قرآن کا نظریہ عموم رسالت: بدھ مت کا تجزیاتی مطالعہ

Qazi Raza Ahmed Qureshi*
Dr. Najam Ud Din Kokab**
*. M. Phill Scholar, Muslim Youth University Islamabad.
**. Asstt. Professor, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad.

Abstract

The history of the world bears witness to the fact that just as Allah Almighty arranged for the material needs of human beings, He also provided a comprehensive system for their intellectual, moral, and spiritual guidance. Accordingly, from the very beginning of human history, a continuous chain of prophets and messengers was established so that the light of truth might reach every nation and region. The purpose of this divine arrangement was to acquaint humanity with its Creator, to teach the distinction between good and evil, and to guide people toward the true purpose of life. The influence of this guidance became evident in different civilizations and societies. The Holy Qur'an clarifies this historical and universal reality through the doctrine of the universality of prophethood, declaring that there has been no community to which a guide and a warner was not sent by Allah. In light of this doctrine, when non-Semitic religions particularly Buddhism are examined analytically, an important question arises: whether the ethical teachings of Buddhism, its spirituality based on asceticism and meditation, and its concept of salvation are echoes of a previous revealed religion or merely the product of human thought. This research is based on this very question and presents an analytical study of Buddhism in the context of the Qur'anic doctrine of the universality of prophethood, in order to better understand the continuity and significance of divine guidance in the history of religions.

Keywords: Universality of Prophethood, Qur'anic Perspective, Buddhism, Comparative Religion, Divine Guidance.

مقدمہ

تاریخ عالم اس حقیقت کی شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کی مادی ضروریات کے لیے انتظامات فرمائے وہاں اس کی فکری، اخلاقی اور روحانی رشد و ہدایت کا جامع انتظام بھی فرمایا، چنانچہ آغازِ انسانیت ہی سے انبیاو رسل کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا تاکہ ہر قوم اور ہر خطے تک حق کی روشنی پہنچائی جاسکے۔ اس اہتمام کا مقصد انسان کو اس کے خالق سے روشناس کرانا، خیر و شر میں امتیاز سکھانا اور زندگی کے صحیح نصب العین کی طرف رہنمائی فراہم کرنا تھا، جس کے اثرات مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں ظاہر ہوئے۔ قرآنِ مجید اسی تاریخی و آفاقی حقیقت کو نظریۂ عمومِ رسالت کے ذریعے واضح کرتا ہے کہ کوئی امت ایسی نہیں جس میں اللہ کی طرف سے ہادی و نذیر نہ آیا ہو۔ اس نظریہ کی روشنی میں جب غیر سامی مذاہب، بالخصوص بدھ مت، کا تجزیاتی مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ سوال واضح ہو جاتا ہے کہ بدھ مت کی اخلاقی تعلیمات، زہد و ریاضت پر مبنی روحانیت اور نجات کا تصور آیا کسی سابقہ الہامی مذہب کی بازگشت ہیں یا محض انسانی فکر کی پیداوار۔ زیرِ نظر تحقیق اسی نکتے کو بنیاد بنا کر قرآن کے نظریۂ عمومِ رسالت کے تناظر میں بدھ مت کا جائزہ پیش کرتا ہے، تاکہ تاریخِ مذاہب میں ہدایتِ الٰہی کے تسلسل اور اس کی معنویت کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

قرآن کے نظریۂ عمومِ رسالت کے تناظر میں بدھ مت کا تجزیاتی مطالعہ اس لیے اہم اور ضروری ہے کہ یہ قرآن کے عالمی تصورِ ہدایت اور رسالت کی وسعت کو واضح کرتا ہے اور غیر سامی مذاہب کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کو علمی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ بدھ مت دنیا کے بڑے مذاہب میں شمار ہوتا ہے، لیکن اسلامی تحقیقات میں اس کا تقابلی مطالعہ کم ملتا ہے، جس کے باعث اس موضوع پر تحقیق کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہ مطالعہ نہ صرف قرآنی نظریہ عموم رسالت کی عالمگیریت کو اجاگر کرتا ہے بلکہ عصرِ حاضر میں بین المذاہب فکری مکالمے، علمی توازن اور مذہبی ہم آہنگی کے فروغ میں بھی مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

اس موضوع کے ضمنی پہلوؤں پر جو کام ہوا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حافظہ مریم سعید نے ارم سلطانہ اور ریاض احمد سعید کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کا مقالہ نمل یونیورسٹی اسلام آباد سے ''اخلاقی تعلیمات: بدھ مت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ'' کے عنوان سے لکھا ہے۔ لیکن اس میں دونوں مذاہب کی اخلاقی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے، جبکہ اسلام کے نظریہ عمومِ رسالت پر بحث نہیں کی گئی۔

نمل یونیورسٹی اسلام آباد کے طالبعلم عبدالواحد نے ریاض احمد سعید کی نگرانی میں ایم اے کا مقالہ بعنوان بدھ مت اور اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا تقابلی جائزہ لکھا ہے۔ اس مقالے میں بھی میں دونوں مذاہب کی اخلاقی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے، جبکہ اسلام کے نظریہ عمومِ رسالت پر بحث نہیں کی گئی۔

گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان کی طالبہ ثنا خالد نے ایم کی ڈگری کے حصول کے لیے مقالہ بعنوان ''بدھ مت کے بنیادی عقائد کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ'' منظور احمد کی سرپرستی میں لکھا ہے۔ اس مقالے میں بدھ مت کے بنیادی عقائد کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مطالعہ کیا گیا ہے لیکن قرآن کے نظریہ عمومِ رسالت کے ساتھ اس کا تقابل نہیں کیا گیا۔ لہذا یہ تحقیق اس خلا کو پر کرے گی۔

احمد رضا الحبیب نے یونیورسٹی آف نارووال میں "اسلام اور بدھ مت: قرونِ وسطیٰ کے ادب کا مطالعہ اور پُرامن بقائے باہمی کے لیے اس کی اہمیت کا تجزیہ" پر کام کیا ہے۔ اس موضوع میں ان دونوں مذاہب کے مابین تاریخ میں تعلقات اور باہمی اثرات کے حوالے سے کام کیا گیا ہے لیکن قرآن کے نظریہ عموم رسالت پر تحقیق نہیں کی گئی۔

گیرزن یونیورسٹی لاہور اور یونیورسٹی اور میانوالی کے سکالرز عباس علی رضا اور حافظ فیض رسول نے "بدھ مت کا تاریخی پس منظر اور مذہبی و اخلاقی تعلیمات: ایک تجزیاتی مطالعہ" کے عنوان سے تحقیقی آرٹیکل لکھا ہے۔ اس مقالے میں بدھ مت کا تاریخی پس منظر، اُس کی مذہبی و اخلاقی تعلیمات اور نظریات کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ بدھ مت اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے لیکن قرآن کے نظریہ عمومِ رسالت سے بحث نہیں کرتا۔ اس موضوعِ تحقیق پر ابھی تک ایسا کوئی تحقیقی کام محقق کی نظر سے نہیں گزرا جس میں مقالہ نگار کے مذکورہ سوالات اور اہداف کو پیشِ نظر رکھ کر تحقیقی کام کیا گیا ہو۔

اس تحقیق کے اہداف میں قرآن کے نظریہ عمومِ رسالت کی توضیح کرنا، بدھ مت کی بنیادی تعلیمات کا مطالعہ کرنا اور بدھ مت کی تعلیمات اور قرآن کے نظریہ عمومِ رسالت میں مشابہت اور اختلاف کا تجزیہ کرنا شامل ہے۔

اس تحقیقی آرٹیکل کے ذریعہ سوالات کے جوابات مطلوب ہیں جیسا کہ قرآن کا نظریہ عمومِ رسالت کیا ہے؟ بدھ مت کی بنیادی تعلیمات کیا ہیں؟ اور کیا بدھ مت کی تعلیمات میں ایسے عناصر موجود ہیں جو قرآنی تصور عمومِ رسالت سے مشابہت رکھتے ہوں؟

تحقیق کا محور قرآن کے نظریہ عموم رسالت کو سمجھنا اور بدھ مت کے بنیادی عقائد، اخلاقیات اور تعلیمات کے ساتھ تقابلی بنیاد پر جانچنا ہے۔ دیگر ایشیائی مذاہب کا تفصیلی مطالعہ تحقیق میں شامل نہیں ہے اور تحقیق میں بدھ مت کی صرف بنیادی تعلیمات کا مطالعہ اور قرآن کے تصور عموم رسالت کے ساتھ تجزیہ شامل ہو گا۔

اس آرٹیکل میں تجزیاتی تحقیق کو اختیار کیا جائے گا، تاکہ بدھ مت کی بنیادی تعلیمات کو واضح کیا جاسکے۔ قرآنی آیات کی تشریح و تعبیر کے لیے تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائے محمود سے استفادہ کیا جائے گا۔ احادیثِ نبوی ﷺ سے استدلال کو پیش نظر رکھا جائے گا اور مغربی مفکرین اور مفسرین کا قرآنی تصور عموم رسالت پر آراء اور تحقیقات پیش کی جائیں گی۔

قران کا تعارفی مطالعہ

قرآن مجید اسلام کا بنیادی اور مرکزی ماخذ ہے جو نہ صرف مذہبی عقائد بلکہ اخلاقی، سماجی اور قانونی اصولوں کی تشکیل میں بھی بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

الدکتور مصطفی دیب البغا قرآن کریم کی جامع تعریف یوں بیان کرتے ہیں

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4No.1 2026

اَلْقُرْآنُ هُوَ اللَّفْظُ الْعَرَبِيُّ الْمُعْجِزُ، الْمُوحَى بِهِ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ الْمَنْقُولُ بِالتَّوَاتُرِ، الْمَكْتُوبُ فِي الْمُصْحَفِ، الْمُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِهِ، الْمَبْدُوءُ بِسُورَةِ الْفَاتِحَةِ، وَالْمَخْتُومُ بِسُورَةِ النَّاسِ ۔ [1]

قرآن جو عربی زبان میں ہے، جو معجزہ ہے، جو حضرت محمد ﷺ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے وحی کیا گیا، اور جو تواتر کے ذریعے نازل ہوا، مصحف میں لکھا گیا، اور جس کی تلاوت عبادت ہے۔ یہ سورۃ الفاتحہ سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ الناس پر ختم ہوتا ہے۔

درج بالا تعریف قرآن کریم کا جامع تعارف پیش کرتی ہے۔ قرآن کریم، انسانیت کے لیے ہدایت و رہنمائی کا بنیادی ذریعہ ہے جو کہ حضرت محمد ﷺ کے ذریعے رسول کی حیثیت سے لوگوں تک پہنچایا گیا، اسی لیے قرآن اور رسالت کا تعلق لازم و ملزوم ہے۔

رسالت کا لغوی اور اصطلاحی معنی

انسانوں کے لیے صحیح راہ کا تعین اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے اور کامیاب زندگی گزارنے کے لیے انسان اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کا حاجتمند ہے۔ اس کے لیے اس نے آسمانی کتابوں اور رسالت کا مہتم بالشان سلسلہ جاری فرما کر اپنے منتخب و برگزیدہ شخصیات کے ذریعے بندوں پر اپنے فیضان و برکات کا دھارا کھول دیا اور ہدایت و رہنمائی کے لیے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ بندوں پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے۔ علامہ ابن تیمیہ نبی کی تعریف کے بارے میں فرماتے ہیں

اَلنُّبُوَّةُ وَاسِطَةٌ بَيْنَ الْخَالِقِ وَالْمَخْلُوقِ فِي تَبْلِيغِ شَرْعِهِ، وَسِفَارَةٌ بَيْنَ الْمَلِكِ وَعَبِيدِهِ، وَدَعْوَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ - تَبَارَكَ وَتَعَالَى - لِخَلْقِهِ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَيَنْقُلَهُمْ مِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا إِلَى سَعَةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۔ [2]

ترجمہ: نبوت خالق اور مخلوق کے درمیان اس کے دین کو پہنچانے کا ایک واسطہ ہے، اور خالق اور اس کے بندوں کے درمیان سفارت ہے۔ یہ خدائے رحمٰن و رحیم —تبارک و تعالیٰ— کی جانب سے اپنی مخلوق کے لیے ایک دعوت ہے، تاکہ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے، اور انہیں دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا اور آخرت کی وسعت کی طرف منتقل کر دے۔

جمشید عالم عبد السلام اپنی تصنیف عقیدہ رسالت میں نبی اور رسول کی جامع تعریف یوں نقل کرتے ہیں

نبی وہ ہے جو انسانوں کو وہ باتیں بتلاتا ہے جنہیں اللہ نے اسے بتلائی ہے، اب اگر اس کی بعثت حکم الٰہی کے مخالفین کی طرف ہوئی ہے تاکہ وہ ان کی طرف اللہ کا پیغام پہنچائے تو وہ رسول ہے، لیکن اگر وہ قدیم شریعت پر عامل ہے اور مخالفین کی طرف اس کی بعثت نہیں ہوئی تو وہ نبی ہوگا۔ [3]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول وہ ہیں جن کی بعثت موافقین و مخالفین کی طرف ہوئی ہو تاکہ وہ ان کی طرف اللہ کا پیغام پہنچائیں، خواہ وہ شریعتِ جدیدہ کے حامل ہوں یا نہ ہوں اور خواہ ان پر کتاب کا نزول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور نبی وہ ہیں جن کی بعثت قدیم شریعت کے عاملین کی طرف ہوئی ہو تاکہ انہیں احکام الٰہی دوبارہ بتائیں اور اس کی تجدید کریں اور ان کی بعثت مخالفین کی طرف نہ ہوئی ہو۔ پس ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے۔

بدھ مت کا تعارف

انسانیت کی فکری اور روحانی تلاش صدیوں سے مختلف مذاہب اور فلسفیانہ نظاموں کے ذریعے جاری رہی ہے۔ غیر الہامی مذاہب، جیسے بدھ مت، انسانی فکر، اخلاقی تربیت اور شعوری خود شناسی کے ذریعے حقیقت اور نجات کے راستے تلاش کرتے ہیں۔ بدھ مت، سدھارتھ گوتم (بُدھا) کی تعلیمات پر مبنی، انسان کی زندگی کے بنیادی مسائل مثلاً دکھ، اس کی وجوہات، اور اس سے نجات کے طریقے پر روشنی ڈالتا ہے اور اس سلسلے میں اصول فراہم کرتا ہے۔

1۔ ڈاکٹر مصطفیٰ دیب البغا، **الواضح فی علوم القرآن** (دمشق: دار الکلم، 1998ء)، 15:1

2۔ احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، **کتاب النبوات** (الریاض: مکتبہ اضواء السلف، 2000ء)، 19:1

3۔ جمشید عالم عبد السلام، **عقیدہ رسالت** (یوپی: مکتبۃ السلام، 2018ء)، 12:1

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4No.1 2026

محمد اسماعیل حاتف بھوپالی کے بقول بدھ مت کے بانی سدھارتھ ہیں، گوتم ان کا خاندانی نام ہے اور بدھ وہ مرتبہ جو انہیں آئندہ چل کر حاصل ہوا۔ بدھ کے معنی ہیں بیدار روشن ضمیر یا عارف، شاکیہ منی ان کا لقب ہے۔[4]

لفظ بدھا کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے

Buddha, meaning "awakened" or Enlighted one is a title, not a proper name. [5]

ترجمہ: اصطلاح میں بدھا کا لفظی مطلب ہے "جو بیدار ہو چکا ہے" یا "جو روشن خیال ہے" یہ خاص مستقل نام نہیں بلکہ ایک خطاب ہے۔

گوتم بدھ کی تاریخ پیدائش کے متعلق مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔ بقول منتھ ناتھ دت:

عیسی علیہ السلام سے تقریبا500 برس پہلے بدھ مہاراج نے شہر کپل وستو میں ظہور فرمایا۔

سید اظہر اقبال ہاشمی اس سلسلے میں رقمطراز ہیں

بدھ مت کا بانی مہاتما گوتم بدھ تقریبا540 قبل مسیح نیپال کے جنوب میں کپل وستو نامی پہاڑی ریاست میں پیدا ہوا۔[6]

بدھ مت کے بارے پیٹر ہاروے لکھتے ہیں

The history of Buddhism spans almost 2,500 years from its origin in India with Siddhattha Gotama (Pali, Skt Siddhārtha Gautama), through its spread to most parts of Asia and, in the twentieth and twenty-first centuries, to the West. Buddha was 'one of the most brilliant and original thinkers of all time, whose 'ideas should form part of the education of every child, the world over', which 'would make the world a more civilized place, both gentler and more intelligent', and with Buddhism, at least in numerical terms, as 'the greatest movement in the entire history of human ideas. While its fortunes have waxed and waned over the ages, over half of the present world population live in areas where it is, or has been, a dominant cultural force.[7]

بدھ مت کی تاریخ تقریباً2,500 سال پر محیط ہے، جس کا آغاز بھارت میں سدھارتھ گوتم (پالی: سدھتھ گوتم، سنسکرت: سدھارتھ گوتما) سے ہوا، اور بعد میں یہ بدھ مت ایشیا کے بیشتر علاقوں میں پھیل گیا، اور بیسویں اور اکیسویں صدی میں مغرب تک بھی پہنچا۔ بدھا 'تمام اوقات کے سب سے ذہین اور اصل سوچ رکھنے والے مفکرین میں سے ایک تھے، جن کے خیالات ہر بچے کی تعلیم کا حصہ ہونے چاہئیں، دنیا بھر میں، کیونکہ یہ دنیا کو ایک زیادہ مہذب مقام بنائیں گے، جو نہ صرف نرم خو بلکہ زیادہ ذہین بھی ہو گا۔ اور بدھ مت کو، کم از کم عددی لحاظ سے، 'انسانی افکار کی پوری تاریخ میں سب سے بڑی تحریک' قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کی قسمت صدیوں کے دوران اتر چڑھاؤ کا شکار رہی، موجودہ دنیا کی نصف سے زیادہ آبادی ایسے علاقوں میں رہتی ہے جہاں بدھ مت غالب ثقافتی قوت رہا ہے یا ابھی بھی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدھ مت نہ صرف ایک قدیم مذہبی و فلسفیانہ نظام ہے بلکہ یہ انسانی فکر، اخلاق اور روحانیت پر ایک دیرپا اثر رکھتا آیا ہے۔ سدھارتھ گوتم کی تعلیمات نے صدیوں سے مختلف ثقافتوں میں انسانی زندگی کے بنیادی مسائل، اس کی وجوہات، اور نجات کے راستے پر روشنی ڈالی ہے۔ اگرچہ اس کی

4۔ محمد اسماعیل بھوپالی، گھوتم بدھ، **رسالہ زمانہ کانپور** (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لیمیٹیڈ، ۱۹۹۳)، ۱:۴

5. **The New Encyclopedia Britannica**, (Chicago:William Benton Publisher, 1973),2:342.

6۔ اظہر اقبال ہاشمی، **مذاہب عالم پر ایک نظر** (کراچی: اختر بکڈپو، ۱۹۷۵)، 1:۱۴

7. Peter Harvey, **An Introduction to Buddhism** (Cambridge: Cambridge University Press, 2013) P:1

جغرافیائی اور سماجی اہمیت صدیوں میں اتار چڑھاؤ کا شکار رہی، بدھ مت آج بھی دنیا کے بڑے حصوں میں ایک مؤثر ثقافتی اور فلسفیانہ فکر کے طور پر موجود ہے، اور اس کے اخلاقی و روحانی اصول عالمی سطح پر انسانی فہم اور تہذیب میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

نروان کے حصول کے بعد گوتم بدھ نے اپنے فلسفہ کی اشاعت شروع کی۔ اول کاشی یعنی بنارس پہنچا، یہاں مرد و عورت سب کو درھم سنایا۔ تین مہینے کے قیام میں 60 چیلے جمع کیے اور ان کو روانہ کیا کہ جاؤ ہر طرف مذہب پھیلاؤ پھر راج گڑھ گیا یہاں راجہ پر جا سب اس کے درھم کے پیرو بنے پھر کپل وستو میں پہنچا جہاں اس کا بوڑھا باپ راج کرتا تھا۔ وطن سے رخصت ہونے کہ وقت شہزادہ تھا اب جو واپس آیا تو زرد لباس ہاتھ میں کاسا، گدائی، سر منڈا جوگی تھا۔ باپ بیوی بیٹے اور ساکیہ قوم کے سب مرد عورتوں نے اس کا وعظ سنا اور چیلے ہو گئے۔ اس کے 45 برس کے بعد یعنی 80 برس کی عمر تک بدھ نے جا بجا پھر کر اپنا مذہب پھیلایا۔ اس طرح سے کل مگدھ اور کوستل یعنی بہار صبح جات متحدہ آگرہ اودھ میں یہ مت جاری ہو گیا۔[8]

اس طرح گوتم بدھ کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا جن میں مرد و عورت سب شامل تھے یوں اس مذہب کی اشاعت تیزی سے ہونے لگی اور اس میں خود ان کی بیوی ان کا بیٹا وہ ماں جس کے زیر سایہ اس نے پرورش پائی، سب ہی شامل ہو گئے۔

گوتم بدھ کے انتقال کے اسباب اور تاریخ کے حوالے سے روایات میں اختلافات پایا جاتا ہے لیکن غالباً گمان یہی ہے کہ زہریلے کھانے کی وجہ سے گوتم بدھ کا انتقال ہوا۔ The Macmillan Family Encyclopedia درج ہے کہ:

The Budda passed away into the Final state of NIRVANA about 480 BC.[9]

ترجمہ: بدھا کا وصال تقریباً 480 قبل مسیح میں ہوا، اور وہ نروان کی حتمی حالت میں داخل ہوئے۔

بدھ مت کی تعلیمات کی غرض وغایت

بدھ مذہب کی تعلیم کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ انسان اس دنیاوی زندگی میں نروان حاصل کرے۔ لفظِ نروان کا مطلب ہے:

> بجھ جانا، خواہشات اور تمناؤں کا معدوم ہو جانا، یہ محض معدومیت ہی نہیں بلکہ کسی شخص کی حالت طمانیت بھی ہے، نروان کی حالت میں خواہش اور جذبات ختم ہو جاتے ہیں اور نجات یافتہ شخص ادھر ادھر جانے کے بجائے قطعی سکون حاصل کر لیتا ہے، نروان ایجابی لطف کے ساتھ عینیت رکھتا ہے، یہ پاکیزہ طمانیت اور حقیقی علم دیتا ہے۔[10]

بدھ مت میں ذاتِ خداوندی کے وجود کا انکار کیا گیا ہے یا اقرار اس حصے میں مختلف آرا پائی جاتی ہے بعض مصنفین اس بات کے حق میں دلائل دیتے ہیں کہ گوتم بدھ ذات خداوندی کے وجود کے قائل تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ وہ وجود خدا کے متعلق خاموش رہے اور انہیں اس سوال کا صراحتاً کوئی جواب نہیں دیا چوہدری غلام رسول لکھتے ہیں:

> گوتم بدھ کے متعلق عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ وہ خدا اروح فرشتوں قیامت اور حیات بعد الموت کے عقیدے کے منکر ہیں یہ خیال حقائق کی روشنی میں بالکل بے بنیاد اور غلط ہے اصل بات یہ ہے کہ گوتم بدھ نے ویدک دھرم کے تصور خدا اور روح کا انکار کیا ۔ ویدک دھرم میں روح کو ازلی ابدی اور غیر متغیر مانا جاتا ہے۔ خدا کو ہمہ اوست تصور کیا جاتا ہے، بدھ ان نظریات کا مخالف تھا اس خیال کی تردید بدھ مت کی کتب اشوک کی کتابت کی روشنی میں کی جائے گی۔ اشوک کی کتاب گوتم بدھ کی اصلی تعلیم کو معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔[11]

8۔ ای مارسڈن، مترجم لالہ جیارام، **تاریخ ہند** (لاہور: بک ہوم، ۲۰۰۶)، 1:۴۸

9 . The Macmillan Family Encyclopedia, (London: Macmillian London Ltd, 1982), P 539

10 ۔ مہاپتر، امولیہ رنجن، مترجم یاسر جواد، **فلسفہ مذاہب** (لاہور: فکشن ہاوس، ۱۹۹۸)، 1:۱۹۱

11 ۔ غلام رسول چیمہ، **مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ** (لاہور: چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، ۲۰۱۲)، 1:۲۵۲

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4No.1 2026

خدا پر ایمان اور اس کی اطاعت کے بارے میں بدھ مت کی تعلیمات کو آرتھر لِلّی نے اپنی تصنیف Buddhism in Christendom میں لکھا ہے

> Confess and believe in God, who is the worthy object of obedience. For equal to this belief I declare into you he shall not find such a means of Propitiating Heaven First Dhaulia Edict (Prinsep). Among whomsoever the name of God resteth, this verily is religion.[12]

خدا کا اقرار کرو اور اس پر ایمان لاؤ، جو اطاعت کے لائق حقیقی ہستی ہے۔ کیونکہ اس ایمان کے برابر میں تمہارے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ خدا کو راضی کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں مل سکتا۔ جس کسی کے اندر خدا کا نام قائم ہو، حقیقت میں یہی دین ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گوتم بدھ خدائے واحد اور برحق کے وجود کے قائل تھے لیکن ایک رائے یہ بھی پائی جاتی ہے کہ وہ اس بارے میں گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو بھی الوہیت کے بارے میں گفتگو کرنے سے منع کرتے تھے۔ جب بھی گوتم بدھ کے پیروکار ان سے ذات خداوندی کے وجود سے متعلق سوال کرتے تو گوتم بدھ کہتے کہ ان سوالات میں اپنا وقت ضائع مت کرو بلکہ عملی مذہبی شخص بننے اور نروان کے حصول کی کوشش کرو۔ رسوم ہند میں درج ہے کہ

> ایک فرقے کے لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ خدا کچھ چیز نہیں ہے اور سب سے بڑا بدھ ہے اور اب تک چوبیس بدھ گزر چکے ہیں اور گوتم پچیسواں بدھ ہے، اسی فرقے کے لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ مادے میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ وہ خود بخود جہاں کی صورت میں بدل جاتا ہے اور پھر فنا ہو کر نئے سرے سے پیدا ہوتا ہے یہی حالت ہمیشہ جاری رہتی ہے بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ خدا موجود ہے لیکن اس نے دنیا کو نہیں پیدا کیا اور نہ اس کو دنیا کے کاموں میں اور انسان کے نیک و بد سے کچھ علاقہ ہے بعض کا یہ بیان ہے اگرچہ خدا کو دنیا سے کچھ سروکار نہیں ہے لیکن پھر بھی تمام چیزیں اسی کی مرضی سے پیدا ہوئی ہیں۔[13]

مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ گوتم بدھ نے نروان کے حصول کے وقت خدائے واحد کو پکارا لیکن بدھ کا درجہ حاصل ہونے کے بعد دوبارہ خدا کا نام نہیں لیا اور نہ ہی اس کی ذات وصفات سے متعلق اپنے پیروکاروں کو تعلیم دی گویا گوتم بدھ نے بنیادی عقیدہ وجود باری تعالی کو اہمیت ہی نہ دی۔ ورنہ وہ اپنے پیروکاروں کو خدا کی ذات وصفات سے ضرور اگاہ کرتے لیکن کیا خود بدھا کے نزدیک خدا کا تصور تھا یا نہیں؟ تاریخ اس حوالے سے خاموش ہے بظاہر یہ ممکن نظر نہیں آتا کہ جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کر کے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے وہ ایسی ہستی کا انکار کرے جو نجات دینے والی ہو یا وہ جو خود مصائب کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہو وہ خدا کی حقیقت کا کیوں کر انکار کر سکتا ہے۔ البتہ بدھ مت کے پیروکار گوتم بدھ کو ہی خدا کا اوتار مانتے ہیں اور ان کے ہاں صانع تخلیق کائنات کا کوئی تصور موجود نہیں۔

گوتم بدھ نے روح کی حقیقت کے بارے میں کوئی واضح عقیدہ پیش نہیں کیا۔ بقول گوتم بدھ:

> بھکشوو! جب یہ ممکن نہیں کہ ایک شخصیت یعنی روح یا آتما اور اس شخصیت سے متعلق صفات ہمارے ذہن میں آجائیں اور ہم یقین کے ساتھ کہہ سکیں کہ ہم نے اس کا جو تصور قائم کیا ہے وہ صحیح ہے تو پھر کسی کا یہ عقیدہ رکھنا حماقت ہے یا نہیں کہ میں نے دنیا کو اور اپنی شخصیت کو ٹھیک ٹھیک پہچان لیا ہے میں جانتا ہوں کہ مرنے کے بعد میرے وجود کی یہ شکل ہو گی اور میں ہمیشہ بغیر کسی تغیر کے اسی مقام پر اور اسی شکل میں زندہ رہوں گا۔[14]

بقول محمد مظہر الدین صدیقی بدھ مت کا تقابل سماوی ادیان کے ساتھ کرتے ہوئے وضاحت کرتے ہیں کہ بدھ مت میں گو اخلاقیات کی تعلیم کارفرما ہے لیکن جب تک روح کے بارے میں درست عقائد موجود نہ ہوں تب تک یہ اخلاقیات پر مبنی تعلیم کارآمد نہیں ہے۔

---

12 . Arthur Lillie, **Buddhism in Christendom** (London: Trench & Co, 1887) P 219.

13۔ سلسلہ تعلیم پنجاب، **رسوم ہند**(لاہور: مجلس ترقی ادب،۱۹۶۱)، 1:۱۲

14۔ محمد مجیب، **تاریخ تمدن ہند**(دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۷۲)، 1:۹۰

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

عیسائیت یہودی اور دوسرے بڑے مذاہب کے برعکس بدھ مت کو انسانی روپ کی حقیقت سے انکار ہے یہی نہیں بلکہ بدھ مت کے نظریے کی رو سے روح کی ابدیت اور مستقل وجود کا عقیدہ انسان کی اخلاقی تمناوں اور اعلی منصب العین میں مزاحم ہیں۔ اخلاقیات کی کوئی تعلیم کارآمد نہیں ہو سکتی جب تک انسان روح کے غلط عقیدے میں الجھا ہوا ہے۔[15]

قرآن کا نظریہ عموم رسالت: تحقیق و تجزیہ

اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ہدایت کسی خاص قوم، نسل یا خطے تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہے۔ قرآنِ کریم بارہا یہ اصول واضح کرتا ہے کہ دنیا کی ہر قوم میں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی صورت میں ہدایت بھیجی۔ اس نظریے کو عام طور پر "نظریۂ عموم رسالت" کہا جاتا ہے۔ اس تصور کے مطابق نبوت اور رسالت کا سلسلہ انسانی تاریخ کے مختلف ادوار اور مختلف خطوں میں جاری رہا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت سے کسی قوم کو محروم نہیں رکھا۔

قرآن مجید میں اس حقیقت کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔[16]

ترجمہ: اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ [17]

ترجمہ: اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی رہا ہے۔

قرآن یہ بھی واضح کرتا ہے کہ بہت سے انبیاء ایسے ہیں جن کا ذکر قرآن میں نہیں آیا:

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ۔ [18]

ترجمہ: اور کچھ رسول وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے پہلے بیان کیے اور کچھ وہ ہیں جن کے حالات ہم نے بیان نہیں کیے۔

یہ آیات اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا سلسلہ کسی خاص خطے یا قوم تک محدود نہیں بلکہ یہ پوری انسانیت تک پھیلا ہوا ہے۔

مشہور مفسر ابن کثیر ان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يُخْبِرُ تَعَالَى أَنَّهُ بَعَثَ رُسُلًا كَثِيرِينَ إِلَى الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ، مِنْهُمْ مَنْ قَصَّ عَلَيْنَا خَبَرَهُمْ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَقْصُصْهُ عَلَيْنَا، وَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى كَثْرَةِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ، وَأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَتْرُكْ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا وَقَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُولًا.[19]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ اس نے پچھلی امتوں کی طرف بہت سے رسول بھیجے۔ ان میں سے بعض کے حالات ہمیں بتائے گئے اور بعض کے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور رسول بہت زیادہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے کسی امت کو ایسا نہیں چھوڑا جس کی طرف اس نے رسول نہ بھیجا ہو۔

عمومِ رسالت کا تصور نہ صرف اسلام کے نظامِ ہدایت کی بنیاد ہے بلکہ یہ قرآن کے انسان دوست عالمی پیغام کی بھی وضاحت کرتا ہے۔ قرآن خود کو "ذکر للعالمین" کہتا ہے، اور اسی عالمی تناظر میں یہ بتاتا ہے کہ خدا نے انسانی معاشروں کو کبھی بغیر راہنمائی کے نہیں چھوڑا۔ اس طرح رسالت کا سلسلہ کسی ایک نسل، قوم یا

15۔ محمد مظہر الدین صدیقی، **اسلام اور مذاہب عالم** (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۵۷)، ۱:۲۶

16۔ القرآن: 24/35

17۔ القرآن: 13/7

18۔ القرآن: 164/4

19۔ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، ***تفسیر القرآن العظیم*** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1998)، 469/2۔

جغرافیائی خطے تک محدود نہیں رہا؛ بلکہ انسانی تاریخ کی پوری وسعت پر پھیلا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حدیثِ مبارکہ میں انبیاء کرام کے سلسلے کو ایک عمارت سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا

> مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهَا، وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ، جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ ۔[20]

> میری اور (مجھ سے پہلے) انبیاء علیہم السلام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ کے سوا اس (سارے گھر) کو پورا کر دیا اور اچھی طرح مکمل کر دیا۔ لوگ اس میں داخل ہوتے، اس (کی خوبصورتی) پر حیران ہوتے اور کہتے: کاش! اس اینٹ کی جگہ (خالی) نہ ہوتی "! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا": اس اینٹ کی جگہ (کو پر کرنے والا) میں ہوں، میں آیا تو انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کو مکمل کر دیا۔

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انبیا اور رسولوں کے سلسلے کو ایک عمارت سے تشبیہ دی ہے، جس میں لوگ داخل ہوتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں۔ اور اس میں اینٹ کی جگہ جو خالی ہے اسے اپنی ختم نبوت سے تعبیر کیا ہے کہ اس اینٹ کی جگہ کو پُر کرنے والا میں ہوں اور میں نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کو مکمل کر دیا ہے۔

دنیا کے بڑے مذاہب جیسے ہندو مت [21]، بدھ مت [22]، زرتشت [23]، چینی مذاہب، یونانی نظریات اور مقامی قبائلی مذاہب میں موجود اخلاقیات، قوانین اور اصول محض انسانی ایجاد نہیں بلکہ کسی نہ کسی الہامی سرچشمے کی باقیات بھی ہو سکتے ہیں۔ قرآن جب کہتا ہے کہ ہر قوم میں نذیر بھیجا گیا، تو یہ مذہبی تنوع اور انسانی تاریخ کے روحانی ورثے کو ایک ڈھانچے میں جوڑ دیتا ہے۔ گویا انسانی تہذیب کی تاریخ دراصل خدا کی ہدایت اور انسان کی فکری تلاش کے درمیان ایک مسلسل مکالمہ ہے۔

مزید برآں، عمومِ رسالت کا نظریہ عدلِ الٰہی کے اصول سے براہِ راست ہم آہنگ ہے۔ اگر خدا نے انسانوں کو عقل اور اختیار دے کر آزمائش کے لیے تخلیق کیا ہے، تو پھر یہ عدل کا تقاضا ہے کہ وہ ہر قوم کو صحیح اور غلط کی واضح راہنمائی بھی ذرائعِ وحی کے ذریعے فراہم کرے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن بتاتا ہے کہ اللہ کی حجت پوری کیے بغیر کسی قوم پر عذاب نازل نہیں ہوا۔ یہ اصول واضح کرتا ہے کہ ہدایت کا انتظام انسانی ضرورت کے مطابق مسلسل اور عالمگیر کار فرما رہا۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ میں انبیاء کرام کی بعثت اور ان کو دیے گئے معجزات کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا

> مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ، إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الآيَاتِ مَا مِثْلُهُ، آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

20۔ امام مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، مترجم: وحید الزمان (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2004)، 20:6، رقم: 5963

21 ۔ ہندو مت دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے، جس کی جڑیں تقریباً 1500 قبل مسیح کی ویدک روایات میں ہیں۔ یہ مذہب مختلف عقائد، کرم، دھرم، اور مکتی (نجات) کے فلسفے پر مرکوز ہے، اور اس میں مختلف دیوی دیوتاؤں، منتر، رسومات اور فلسفیانہ مکاتب فکر کی تنوع موجود ہے۔

22 ۔ بدھ مت تقریباً 2,500 سال قبل بھارت میں سدھارتھ گوتم (بدھا) کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ اس مذہب میں بنیادی توجہ دکھ، اس کی وجوہات، اور نجات کے حصول پر ہے۔ بدھ مت اخلاقی تربیت، ذہنی بیداری اور خود شناسی کی تعلیم دیتا ہے اور صدیوں سے ایشیا اور حالیہ دور میں مغرب میں بھی اثر رکھتا ہے۔

23۔ زرتشتی مذہب، جسے مزدیسنی مذہب بھی کہا جاتا ہے، کا آغاز ایران میں ہوا اور اس کے بانی زرتشت ہیں۔ یہ مذہب اچھائی اور برائی کی کشمکش، آہورامزدا کی عبادت، اور اخلاقی ذمہ داری کے اصولوں پر مبنی ہے اور قدیم فارس میں ایک اہم مذہبی و ثقافتی قوت رہا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4No.1 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

انبیاء میں سے ہر ایک نبی کو ایسی نشانیاں (معجزے) دی گئیں جن (کو دیکھ کر) لوگ ایمان لائے، اور وحی مجھ کو کی گئی، جو اللہ نے مجھ پر نازل فرمائی، وہ معجزہ بھی ہے، اور نور بھی وَلَـٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن ان سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے۔[24]

اس حدیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیجا اور ہر ایک نبی کو نشانیاں اور معجزے بھی دیئے جنہیں دیکھ کر لوگوں کو ان کی رسالت پر یقین آیا اور وہ ان پر ایمان لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں جس قسم کے معجزہ کی ضرورت تھی ایسا معجزہ پیغمبر کو دیا۔ حضرت موسیٰ کے زمانے میں علم سحر کا بہت رواج تھا ان کو ایسا معجزہ دیا کہ سارے جادوگر ہار مان گئے دم بخود رہ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا رواج تھا۔ ان کو ایسے معجزے دیئے کہ کسی طبیب کے باپ سے بھی ایسے علاج ممکن نہیں۔

معاصر دنیا میں مذہبی اور تہذیبی تنوع ایک اہم فکری موضوع ہے۔ قرآن کا نظریۂ عمومِ رسالت اس کثرت کی ایک توجیہ فراہم کرتا ہے، جس کے مطابق مختلف معاشروں میں موجود اخلاقی، سماجی اور روحانی اقدار دراصل ایک الہامی یا سماوی نظام کا تسلسل ہے۔ اس نظریے کا مقصد یہ نہیں کہ تمام مذاہب کو یکساں قرار دیا جائے، بلکہ یہ کہ ان سب میں کسی نہ کسی درجے میں "ہدایت کے اثرات" موجود رہے ہیں، اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ ان میں تحریف، تغیر اور اختلاط بھی پیدا ہوا۔

اس پس منظر میں قرآن کے نظریۂ عمومِ رسالت کا مطالعہ نہ صرف مذہبی علوم کے لیے اہم ہے بلکہ انسانیات، تاریخ، تقابلِ ادیان اور اخلاقی فلسفے جیسے شعبوں میں بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ نظریہ ایک جامع فکر فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے ہم انسانی تہذیب کے متنوع مذہبی مظاہر کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ کی تفاسیر

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ [25]

اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔

معروف مفسر القرطبی لکھتے ہیں:

وَهَذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَرْسَلَ الرُّسُلَ إِلَى جَمِيعِ الْأُمَمِ، وَأَنَّهُ لَمْ يَخْتَصَّ بِالرِّسَالَةِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ، بَلْ عَمَّتْ رَحْمَتُهُ جَمِيعَ الْبَشَرِ.[26]

ترجمہ: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں کی طرف رسول بھیجے اور رسالت کو کسی ایک قوم کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ اس کی رحمت تمام انسانوں کے لیے عام رہی۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف مفسرین نے تفسیر بیان کیں ہیں۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری اس آیت کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ کرہ ارض میں جہاں بھی انسان آباد رہے ہیں وہاں ملک، علاقہ اور قوم کی قید کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان میں کوئی ڈرانے والا ضرور آیا ہے۔ چاہے وہ خود نبی ہو یا کسی نبی کا پیروکار۔ جن کے اسماء گرامی قرآن یا حدیث میں موجود نہیں ان کی نبوت کو بھی مانتے ہیں لیکن خاتم المرسلین ﷺ کے بعد کیونکہ آپ پر یہ سلسلہ نبوت ختم ہو گیا ہے۔

"یعنی نبوت کا سلسلہ کسی ملک، علاقہ یا قوم کے ساتھ مخصوص نہیں، جہاں بھی انسانوں کا کوئی گروہ آباد تھا وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ڈرانے والا ان کے پاس ضرور آیا۔ خواہ وہ نبی ہو یا کسی نبی کا پیروکار جس نے تبلیغ کا فریضہ آکر ادا کیا۔ اس میں عرب، مصر یا فلسطین کی خصوصیت

24۔ مسلم، **صحیح مسلم**، 1:251، 250، الرقم: 385

25۔ القرآن: ۳۵/۲۴

26۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی، **الجامع لاحکام القرآن** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2000)، 6/121۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

نہیں۔ ہند، چین، جاپان، افغانستان اور دیگر براعظموں میں بھی نذیر تشریف لے آئے یہ ہمارا ایمان ہے۔ اب جن انبیاء کرام کے اسماء گرامی قرآنِ کریم یا صحیح حدیث میں مذکور ہیں ان کی نبوت پر ایمان لانا شرط اسلام ہے اور جن کے اسماء مذکور نہیں ان پر بھی اجمالی طور پر ایمان لانا ضروری ہے یعنی ان علاقوں میں کسی زمانہ میں جس کو اللہ تعالی نے نبی بنا کر بھیجا ہم اس کی نبوت کو مانتے ہیں، لیکن حضور ختمی مرتبت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد کیونکہ سلسلہ نبوت ہی ختم ہو گیا۔" 27

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمان و مکان میں ہدایت کے پیغام پہنچانے کے لیے انبیاء یا ان کے کسی پیروکار کو تبلیغ دین کے لیے ضرور بھیجا ہے اور زمین کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں کوئی ڈرانے والا نہ بھیجا گیا ہو۔ صاحبِ تفسیر روح البیان اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو خواہ وہ نبی ہو یا عالِم دین جو نبی کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلائے۔" (28)

اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق خدا تک تبلیغِ دین کے لیے ہر امت میں کوئی ڈرانے والا ضرور بھیجا ہے بیشک وہ کوئی نبی ہو یا صاحب علمِ دین ہو۔ صاحب تفسیر تبیان القرآن اس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں:

ہر امت میں ایک عذاب سے ڈرانے والا گزر چکا ہے، اس سے مراد ہے کہ گزرے ہوئے زمانوں میں سے ہر زمانہ میں جو بھی کوئی بڑی جماعت رہی ہے اس میں کوئی نہ کوئی اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا گزرا ہے خواہ وہ نبی ہو یا عالم ہو، اس آیت میں بشیر کا ذکر نہیں ہے صرف نذیر کا ذکر ہے کیونکہ ڈرانا تو عقلی دلائل سے بھی ہو سکتا ہے لیکن مخصوص اجر و ثواب کی بشارت بغیر وحی کے متصور نہیں ہے، اس لیے بشارت دینا صرف نبی کا کام ہے۔ نذیر چونکہ نبی کے علاوہ عالم بھی ہو سکتا ہے اس لیے یہاں صرف نذیر کا ذکر فرمایا ہے۔29

اس تفسیر میں وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نذیر کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ ڈرانا عقلی دلائل سے بھی ہو سکتا ہے اور بشارت دینا نبی کا کام ہے اور ڈرانے کا کام نبی کے علاوہ علماء بھی کر سکتے ہیں اس لیے یہاں نذیر کا ذکر ہوا ہے۔

مسلم مفکرین کی آراء

برصغیر کے ممتاز مفکر عبد الکلام آزاد لکھتے ہیں:

قرآن کا یہ اعلان کہ کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں اللہ کی طرف سے کوئی نذیر نہ آیا ہو، ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ دنیا کی مختلف قوموں میں جو مذہبی پیشوا اور مصلحین پیدا ہوئے، ممکن ہے ان میں سے بعض کا تعلق اسی سلسلۂ ہدایت سے ہو جسے قرآن نبوت و رسالت سے تعبیر کرتا ہے۔ لیکن تاریخی حالات نے ان کی اصل تعلیمات کو محفوظ نہیں رہنے دیا۔30

برصغیر کے معروف محقق سید مناظر احسن گیلانی اس اصول کو یوں بیان کرتے ہیں:

27۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری، **تفسیر ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۷۸)، ۴: ۱۵۲

28۔ ابو الفداء اسمٰعیل حقی بن مصطفیٰ، **تفسیر روح البیان**، مترجم: محمد فیض احمد اویسی (بہاولپور: مکتبہ اویسیہ، ۲۰۰۵)، ۲۴: ۷

29۔ غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن** (لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۰۴)، ۹: ۶۷۰، ۶۷۱

30۔ ابو الکلام آزاد، **ترجمان القرآن** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1965)، 3/456۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

قرآن مجید کا اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں کسی نہ کسی صورت میں ہدایت بھیجی ہے۔ اس اصول کی روشنی میں دنیا کی مختلف قوموں کے مذہبی پیشواؤں کا مطالعہ یہ امکان پیدا کرتا ہے کہ ان میں سے بعض کی اصل دعوت کسی نہ کسی درجہ میں الٰہی ہدایت سے وابستہ رہی ہو، لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔[31]

وہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

اسلام یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ تمام انبیاء کے نام ہمیں معلوم ہیں۔ قرآن خود بتاتا ہے کہ بہت سے رسول ایسے ہیں جن کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لیے دنیا کی دوسری قوموں میں جو عظیم اخلاقی مصلحین پیدا ہوئے، ان کے بارے میں یہ کہنا ممکن ہے کہ ان کی تعلیمات کسی نہ کسی درجے میں اسی الٰہی ہدایت سے وابستہ رہی ہوں جسے اسلام نبوت سے تعبیر کرتا ہے۔[32]

معروف مفکر ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

قرآن اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں۔ اس لیے یہ بعید نہیں کہ دنیا کی قدیم قوموں میں جو اصلاحی تحریکیں پیدا ہوئیں ان کے بانیوں کی اصل دعوت کسی نہ کسی الٰہی ہدایت سے متعلق رہی ہو، اگرچہ بعد کے زمانوں میں ان کی تعلیمات اپنی اصلی صورت میں باقی نہ رہ سکیں۔

جدید مسلم اسکالرز

معروف معاصر اسلامی مفکر فضل الرحمنٰ نظریۂ عموم رسالت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"The Qur'ān insists that divine guidance has been sent to every people. This means that prophecy in Islam is not a tribal or national phenomenon but a universal one meant for all humanity[33]".

ترجمہ: قرآن مجید اس بات پر زور دیتا ہے کہ الٰہی ہدایت ہر قوم کی طرف بھیجی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں نبوت کا تصور کسی قبیلے یا قوم تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک عالمگیر حقیقت ہے جو پوری انسانیت کے لیے ہے۔

اسلامی فلسفے کے ممتاز مفکر سید حسین نذر لکھتے ہیں:

"The Qur'anic doctrine of prophecy affirms that God has sent messengers to all nations. Therefore many ancient traditions may preserve remnants of an original revealed wisdom that was later altered or forgotten[34]".

ترجمہ: قرآن کا نظریۂ نبوت اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں کی طرف رسول بھیجے ہیں۔ اس بنا پر یہ ممکن ہے کہ دنیا کی قدیم مذہبی روایات میں کسی ابتدائی الہامی حکمت کے آثار باقی رہ گئے ہوں، اگرچہ بعد میں وہ تبدیل یا فراموش ہو گئے ہوں۔

ملائیشیا کے معروف مسلم مفکر Syed Muhammad Naquib al-Attas اس موضوع پر لکھتے ہیں:

"Islam recognizes the universality of revelation and prophecy. The Qur'an itself affirms that every community has received a messenger. This means that

---

31۔ سید مناظر احسن گیلانی، **اسلام اور ہندو دھرم** (دہلی: مکتبہ جامعہ، 1957ء)، 34۔

32۔ سید مناظر احسن گیلانی، **النبی الخاتم ﷺ** (دہلی: مکتبہ معارف، 1962ء)، 113۔

33. Fazlur Rahman, Major Themes of the Qur'an (Chicago: University of Chicago Press, 2009), 82.

34 . Seyyed Hossein Nasr, Islam: Religion, History and Civilization (New York: HarperCollins, 2003), 46.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

divine guidance was not confined to the Semitic world but extended to all human societies[35]”.

ترجمہ: اسلام وحی اور نبوت کی عالمگیریت کو تسلیم کرتا ہے۔ قرآن خود اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ ہر قوم کی طرف ایک رسول بھیجا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ الٰہی ہدایت صرف سامی اقوام تک محدود نہیں رہی بلکہ دنیا کے تمام انسانی معاشروں تک پہنچی۔

تجزیہ وتبصرہ

جدید مسلم مفکرین کی مذکورہ آراء سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فکر میں نبوت اور رسالت کا تصور بنیادی طور پر عالمگیر ہے۔ ان مفکرین کے نزدیک قرآن مجید صرف ایک مخصوص تاریخی یا جغرافیائی تناظر کی کتاب نہیں بلکہ پوری انسانیت کی روحانی تاریخ کی وضاحت کرنے والی کتاب ہے۔ مثلاً فضل الرحمٰن اس بات پر زور دیتے ہیں کہ قرآن کے نزدیک ہدایت کا سلسلہ کسی خاص قوم یا قبیلے تک محدود نہیں بلکہ ہر قوم کی طرف کسی نہ کسی صورت میں پہنچا ہے۔ ان کے نزدیک یہ تصور اسلام کو دیگر مذاہب کے مقابلے میں ایک آفاقی مذہب کے طور پر پیش کرتا ہے۔

اسی طرح سید حسین نذر اس نظریے کی فلسفیانہ توجیہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے مطابق دنیا کی مختلف مذہبی روایات میں جو اخلاقی اور روحانی عناصر پائے جاتے ہیں، وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ان روایات کی اصل میں کسی نہ کسی درجے کی الٰہی ہدایت موجود رہی ہوگی۔ اگرچہ تاریخی ارتقا کے دوران ان تعلیمات میں تبدیلیاں واقع ہوگئیں، تاہم ان میں بعض بنیادی حقائق کے آثار باقی رہ گئے۔

اسی تسلسل میں Syed Muhammad Naquib al-Attas نبوت کے تصور کو ایک وسیع تر تاریخی اور تہذیبی تناظر میں بیان کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن کا یہ اعلان کہ ہر قوم کی طرف ایک رسول بھیجا گیا، اس بات کی دلیل ہے کہ الٰہی ہدایت صرف مشرق وسطیٰ یا سامی اقوام تک محدود نہیں رہی بلکہ دنیا کے مختلف معاشروں اور تہذیبوں تک پہنچی۔

ان تینوں مفکرین کی آراء کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ جدید مسلم فکر میں نظریۂ عمومی رسالت کو قرآن کے ایک بنیادی اصول کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق انسانی تاریخ میں موجود مختلف مذہبی روایات اور اخلاقی نظام اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کسی نہ کسی صورت میں پوری انسانیت تک پہنچتی رہی ہے، اگرچہ وقت گزرنے کے ساتھ ان تعلیمات میں مختلف تہذیبی اور فکری عناصر شامل ہوتے گئے۔

اس طرح یہ نظریہ نہ صرف اسلام کے عالمگیر پیغام کو واضح کرتا ہے بلکہ تقابلِ مذاہب کے مطالعے میں بھی ایک اہم علمی بنیاد فراہم کرتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے دیگر مذاہب کی تاریخ اور تعلیمات کو ایک وسیع تر الٰہی ہدایت کے تاریخی تسلسل کے تناظر میں سمجھا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء کرام کی بعثت کے بارے میں ارشاد فرمایا

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ، أُومِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنِّي أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ."

انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں جن کو کچھ نشانیاں یعنی معجزات نہ دیئے گئے ہوں جن کے مطابق ان پر ایمان لایا گیا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) انسان ایمان لائے اور مجھے جو بڑا معجزہ دیا گیا وہ قرآن مجید ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجا، پس میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن شمار میں تمام انبیاء سے زیادہ پیروی کرنے والے میرے ہوں گے۔[36]

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے نشانیاں اور معجزات دے کر بھیجا جو کہ اس زمانے اور حالات کی ضروریات کے مطابق تھی اور قرآن پاک بھی اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا۔

---

35 - Syed Muhammad Naquib al-Attas, Islam and Secularism (Kuala Lumpur: ISTAC, 1993), 67

36- محمد بن اسماعیل بخاری، **صحیح البخاري** (لاہور: پروگریسو بکس، 2016ء) ۳:1199، رقم:7274

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4No.1 2026

بدھ مت میں تصور رسالت

بدھ مت میں رسالت یا رہنمائی کا تصور بنیادی طور پر ذاتی روحانی اصلاح اور ذہنی بیداری کے گرد گھومتا ہے۔ بودھا کو ایک استاد، رہنما اور ہدایت دینے والے کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو انسان کو نجات، روشن خیالی اور کٹھن نفسیاتی و اخلاقی مسائل سے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ بدھ مت میں رسالت کا محور ایک شریعت یا قانونِ الٰہی کی تعمیل نہیں بلکہ انسانی ذہن کی اصلاح، کشمکش اور خودی کی پاکیزگی ہے۔ بودھا کے فرامین اور تعلیمات زیادہ تر فرد کے اندرونی شعور، کمال اور اخلاقی ترقی پر مرکوز ہیں۔ اس لحاظ سے بدھ مت میں رسالت کا دائرہ شخصی اور روحانی تربیت تک محدود ہے۔

بدھ مت سے قبل ہندوستان میں ذات پات کی تقسیم معاشرتی ناانصافیاں اور بت پرستی اپنے عروج پر تھی۔ گو کہ زندگی کا ہر شعبہ فساد بگاڑ کا شکار ہو چکا تھا اور پورا معاشرہ چار ذاتوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ سب سے بلند درجہ برہمن ذات کا تھا اس کے بعد کھشتری ویش اور سب سے نچلا درجہ شودر کا تھا۔ جب ہندو مذہب ہر قسم کی معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کا مرقع بن چکا تھا تو ان حالات کے دوران گوتم بدھ کی پیدائش ہوئی اور بدھ مت وجود میں آیا۔

بدھ مت میں گوتم بدھ کی حیثیت

بدھ مت میں گوتم بدھ کی حیثیت ایک رہنما، معلم اور نمونہ کے طور پر ہے جو انسانیت کو روشن خیالی، اخلاقی بیداری اور ذہنی سکون کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ بحیثیتِ معلم بدھ اپنے شاگردوں کو ایسے اصول سکھاتے ہیں، تاکہ وہ خود اپنی زندگی میں نجات حاصل کر سکیں۔ گوتم بدھ نے اپنی زندگی میں نروان حاصل کر کے ثابت کیا کہ انسانی خواہشات اور لگاؤ سے آزادی اور روحانی ترقی ممکن ہے۔ ان کی تعلیمات زیادہ تر فرد کے اندرونی کمالات اور ذاتی اصلاح پر مرکوز ہیں، لیکن ان کی تعلیمات کسی مخصوص قوم یا شریعتِ الٰہی کے اطلاق کے بارے میں نہیں ملتی۔

ذوالکفل یا گوتما کے بارے میں کچھ آراء

قرآن مجید میں ایک مقام پر ذوالکفل کا ذکر آیا ہے:

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا ٱلْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ ٱلصَّـٰبِرِينَ۔ [37]

ترجمہ: اور اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل (کا بھی ذکر کیجیے)، یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔

اس آیت کی روشنی میں بعض مسلم محققین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا قدیم تہذیبوں کے بعض عظیم مصلحین کسی نہ کسی درجے میں اسی سلسلۂ ہدایت سے وابستہ تھے۔ اسی تناظر میں گوتم بدھا کے بارے میں بعض اہلِ تحقیق نے امکان ظاہر کیا ہے کہ ان کی اصل تعلیمات کسی ابتدائی الٰہی ہدایت سے متاثر ہو سکتی ہیں، اگرچہ تاریخی ارتقاء کے دوران ان تعلیمات میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہو گئیں۔ اس سلسلے میں ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

> قرآن میں ذوالکفل کا ذکر آیا ہے لیکن اس کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان نہیں ہوئے۔ بعض اہلِ تحقیق نے اشارہ کیا ہے کہ لفظ کفل ممکنہ طور پر کپل سے متعلق ہے، جو ہندوستان کی قدیم روایت میں ایک معروف مقام ہے۔ یہ نظریہ قطعی نہیں مگر تحقیقی امکان کے طور پر غور طلب ہے۔[38]

اسی طرح سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

> قرآن نے یہ بیان کیا کہ بہت سے رسول ایسے ہیں جن کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس سے یہ امکان پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کی مختلف قوموں میں جو بڑے مصلحین پیدا ہوئے، ان کی اصل دعوت کسی نہ کسی درجہ میں الٰہی ہدایت سے وابستہ رہی ہو۔ اس لیے بدھ اور دیگر قدیم مصلحین کے بارے میں بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کی تعلیمات کی ابتدائی بنیاد کیا تھی۔[39]

37- القرآن 21:85

38- ابوالکلام آزاد، **ترجمان القرآن**، جلد 4، ص 512۔

39- سید مناظر احسن گیلانی، **اسلام اور ہندو دھرم**، ص 38

گوتم بدھ کی شخصیت کا منصبِ رسالت سے موازنہ

قرآنِ مجید میں رسالت کو محض ایک منصب نہیں بلکہ ہمہ گیر اور ہمہ جہت اوصاف کی حامل شخصیت ہے۔ مختلف آیات میں رسول کے اوصاف کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کے مطابق رسول کا سب سے بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی وحی کا امین ہوتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہےإِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ[40]۔ رسول کا ایک اہم وصف یہ ہے کہ وہ انسانوں کو برے انجام سے خبردار کرنے والا(نذیر)اور نیکی پر خوش خبری دینے والا(بشیر)ہوتا ہے وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَۚ [41]۔ قرآن کے مطابق رسول کا کام صرف پیغام پہنچانا نہیں بلکہ انسانوں کی تعلیم اور تزکیۂ نفس کرنا بھی ہے۔يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ[42]۔ قرآن میں رسول کا ایک وصف یہ بھی بیان کیا گیا کہ رسول قیامت کے دن اپنی امت پر گواہ ہو گا کہ اس نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

گوتم بدھ کو قرآن میں بیان کردہ نبی یا رسول کے نظریہ سے موازنہ کریں تو فرق واضح ہو جاتا ہے:

1. قرآن میں رسول کی رسالت وحیِ الٰہی اور شریعت پر مبنی ہے، جبکہ گوتم بدھ کی تعلیمات نفسیاتی اور اخلاقی اصلاح تک محدود ہیں۔
2. رسول کا وصف یہ ہے کہ وہ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہوتا ہے۔ جبکہ گوتم بدھ نے نروان کو کامیابی قرار دیا اور اخلاقیات درست کرنے کی تعلیم دی۔

صاحب تفسیر روح البیان سورۃ الانعام آیت 48 کے تحت لکھتے ہیں۔

> ہم اپنے رسولوں کو اس لئے نہیں بھیجتے کہ کفار ان سے اپنی من مرضی کے معجزات طلب کرتے پھریں بلکہ اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کو اطاعت پر ثواب کی بشارت اور نافرمانی کرنے پر عذاب کی وعید سنائیں تو جو اپنے کفر کو چھوڑ کر ان پر ایمان لے آیا اور اس نے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان پر دنیوی یا اخروی عذاب کا کوئی خوف ہے اور نہ وہ ثواب ضائع ہونے کے اندیشے سے غمگین ہوں گے اور جنہوں نے ہماری ان آیتوں کو جھٹلایا جو ہمارے رسولوں نے ان کے سامنے بیان کیں تو انہیں ان کی مسلسل نافرمانی کے سبب عذاب پہنچے گا۔ [43]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا اور رسولوں کو اس لیے بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو اطاعت پر ثواب کی بشارت اور نافرمانی کرنے پر عذاب کی وعید سنائیں یعنی ان کا بعثت کا مقصد اللہ کی بھیجی ہوئی شریعت اور قوانین کی اطاعت کی تعلیم دینا اور اس پر انہیں خوشخبری سنانا اور عدم اطاعت پر عذاب سے ڈرانا تھا۔اس کے برعکس بدھ مت میں بودھا کا پیغام انفرادی نجات پر مرکوز ہے، بدھ مت میں نروان کے حصول پر زور دیا گیا ہے جبکہ آخرت کے بارے میں خوشخبری یا عذاب کے بارے میں تعلیمات نہیں ہیں۔ سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں

> یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ جن فلسفیوں نے انبیاء کے لائے ہوئے جوابات کے خلاف رائے قائم کی ہے وہی وہم پرست ہیں بلکہ مذہبی سوالات کے حل کی فطری راہ وحی و نبوت سے قطع تعلق کر لینے کے بعد اگر اتفاقاً ان میں سے کسی نے ایسا جواب پیش کیا ہو جو پیغمبروں کی تعلیم کے موافق ہو، وہ بھی اگر غور کیا جائے تو ایک معمولی وہم پرست کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا۔[44]

گویا کسی بھی مذہب کے حق پر ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ اس میں وحی و نبوت موجود ہو ورنہ ان کے فکری نظریات وہم پرستی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

40۔ القرآن:۵۳/۴

41۔ القرآن:۶/۴۸

42۔ القرآن:۲/۱۲۹

43۔ ابوالفداء اسمٰعیل حقی بن مصطفیٰ، مترجم محمد فیض احمد اویسی، **تفسیر روح البیان** (بہاولپور: مکتبہ اویسیہ، ۲۰۰۵)، ۳ : ۳۲

44۔ سید مناظر احسن گیلانی، **الدین القیم** (کراچی: نفیس اکیڈمی، 1962ء)، 1:61

3. قرآن میں رسالت کا مقصد ایمان، اخلاق، عمل صالح، تزکیہ نفس اور اجتماعی نظم و قانون ہے، جبکہ بدھ مت میں زیادہ زور اندرونی شعور، سکون اور ذاتی کمال پر ہے۔
4. قرآن کے مطابق رسول اپنی امت پر گواہ ہو گا۔ جبکہ بدھ مت میں ہر انسان اپنی نجات یعنی نروان کا خود ذمہ دار ہے۔ گوتم بدھ ایک معلم اور نمونہ ضرور ہیں، مگر وہ کسی پر گواہ نہیں بنتے اور نہ ہی ان کے ماننے والوں کو شہادت کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے جیسا کہ مسلمانوں کو باقی لوگوں پر گواہ بنایا گیا ہے۔

نتائج

- قرآنِ مجید کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ہدایت کسی خاص قوم یا خطے تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہے، اور ہر امت کی طرف کسی نہ کسی صورت میں ایک نذیر یا ہادی بھیجا گیا۔
- قرآن اس بات کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ تمام انبیاء کے نام بیان نہیں کیے گئے، اس لیے ممکن ہے کہ تاریخ میں بہت سے ایسے انبیاء گزرے ہوں جن کا ذکر قرآن میں موجود نہیں۔
- مفسرینِ قرآن مثلاً ابنِ کثیر اور امام القرطبی نے اپنی تفاسیر میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف رسول بھیجے اور کسی امت کو ہدایت سے محروم نہیں رکھا۔
- برصغیر کے مسلم مفکرین جیسے عبد الکلام آزاد۔ سید مناظر احسن گیلانی اور ابو الاعلیٰ مودودی نے بھی نظریۂ عموم رسالت کو قرآن کے ایک بنیادی اصول کے طور پر بیان کیا ہے اور یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ مختلف قوموں کے بعض مذہبی مصلحین کی ابتدائی تعلیمات کسی نہ کسی درجہ میں الٰہی ہدایت سے متاثر رہی ہوں۔
- جدید مسلم مفکرین جیسے فضل الرحمن، سید حسین نذر اور Syed Muhammad Naquib al-Attas کے نزدیک بھی نبوت اور رسالت کا تصور بنیادی طور پر ایک عالمگیر حقیقت ہے جو تمام انسانی معاشروں تک پھیلی ہوئی ہے۔
- اس نظریے کی روشنی میں دنیا کی مختلف مذہبی روایتوں اور اخلاقی نظاموں کو انسانی تاریخ میں الٰہی ہدایت کے ممکنہ آثار کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے، اگرچہ تاریخی ارتقا کے دوران ان تعلیمات میں تبدیلیاں بھی واقع ہو چکی ہوں۔
- اسی تناظر میں بعض مسلم محققین نے قدیم مذہبی شخصیات، مثلاً گوتم بدھا کے بارے میں یہ امکان بھی بیان کیا ہے کہ ان کی ابتدائی تعلیمات کسی درجے میں الٰہی ہدایت سے متاثر رہی ہوں، تاہم اس بارے میں قطعی فیصلہ کرنا ممکن نہیں۔

سفارشات

1. تقابلِ مذاہب کی تحقیق میں قرآن کے اصولِ عمومی رسالت کو بنیاد بنا کر مختلف مذہبی روایتوں کا مزید گہرائی سے مطالعہ کیا جانا چاہیے۔
2. قدیم تہذیبوں اور مذاہب کے بانیوں کی تعلیمات کا تاریخی اور متنی تجزیہ کیا جائے تاکہ ان میں موجود اخلاقی اور روحانی عناصر کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔
3. جدید دور کے فکری تناظر میں نظریۂ نبوت اور عمومی رسالت پر مزید علمی تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ اسلام کے عالمگیر پیغام کو واضح انداز میں پیش کیا جا سکے۔
4. بین المذاہب مکالمے میں نظریۂ عمومی رسالت کو ایک مثبت اور تعمیری علمی بنیاد کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم
2. محمد بن اسماعیل بخاری، **صحیح البخاری** (لاہور: پروگریسو بکس، 2016ء)
3. مسلم بن حجاج القشیری، **صحیح مسلم**، مترجم: وحید الزمان (لاہور: نعمانی کتب خانہ، ۲۰۰۴ء)

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

4. ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1998)
5. ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی، **الجامع لأحکام القرآن** (بیروت: دار الکتب العلمیة، 2000)
6. پیر محمد کرم شاہ الازہری، **تفسیر ضیاء القرآن** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۷۸)
7. ابو الفداء اسمٰعیل حقی بن مصطفیٰ، مترجم محمد فیض احمد اویسی، **تفسیر روح البیان** (بہاولپور: مکتبہ اویسیہ، ۲۰۰۵)
8. احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، **کتاب النبوات** (الریاض: مکتبہ اضواء السلف، 2000ء)
9. جمشید عالم عبد السلام، **عقیدہ رسالت** (یوپی: مکتبۃ السلام، 2018ء)
10. غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن** (لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۰۴)
11. محمد اسماعیل بھوپالی، گھوتم بدھ، **رسالہ زمانہ کانپور** (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لیمیٹیڈ، ۱۹۹۳)
12. اظہر اقبال ہاشمی، **مذاہب عالم پر ایک نظر** (کراچی: اختر بکڈپو، ۱۹۷۵)
13. ڈاکٹر مصطفی دیب البغا، **الواضح فی علوم القرآن** (دمشق: دار الکلم، 1998ء)
14. ای مارسڈن، مترجم لالہ جیارام، **تاریخ ہند** (لاہور: بک ہوم، ۲۰۰۶)
15. مہاپتر، امولیہ رنجن، مترجم یاسر جواد، **فلسفہ مذاہب** (لاہور: فکشن ہاوس، ۱۹۹۸)
16. غلام رسول چیمہ، **مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ** (لاہور: چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، ۲۰۱۲)
17. سلسلہ تعلیم پنجاب، **رسومِ ہند** (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۱)
18. محمد مجیب، **تاریخ تمدنِ ہند** (دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۷۲)
19. سید مناظر احسن گیلانی، **الدین القیم** (کراچی: نفیس اکیڈمی، 1962ء)
20. محمد مظہر الدین صدیقی، **اسلام اور مذاہب عالم** (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۵۷)
21. ابو الکلام آزاد، **ترجمان القرآن** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1965)
22. سید مناظر احسن گیلانی، **اسلام اور ہندو دھرم** (دہلی: مکتبہ جامعہ، 1957ء)
23. سید مناظر احسن گیلانی، **النبی الخاتم ﷺ** (دہلی: مکتبہ معارف، 1962ء)
24. **The New Encyclopedia Britannica**, (Chicago :William Benton Publisher, 1973)
25. Peter Harvey, **An Introduction to Buddhism** (Cambridge: Cambridge University Press, 2013)
26. The Macmillan Family Encyclopedia, (London, Macmillian London Ltd, 1982)
27. Arthur Lillie, **Buddhism in Christendom** (London: Trench & Co, 1887)
28. Fazlur Rahman, Major Themes of the Qur'an (Chicago: University of Chicago Press, 2009)
29. Seyyed Hossein Nasr, Islam: Religion, History and Civilization (New York: HarperCollins, 2003)